تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ ربوہ

انصار اللہ

ظہور ۱۳۶۳ ہش
اگست ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

اِسی تعلق کو بڑھاتے بڑھاتے انسان اللہ تعالیٰ کے عشق و محبّت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ کر اس کا محبوب بن جاتا ہے اور سب کائنات اس کے قدموں میں ڈال دی جاتی ہے۔ اِسی فطرتی طلب اور تڑپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

تُو نے خود رُوحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
جس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا

یہی مفہوم ہے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ احمدیہ کے اِس اِلہام کا کہ :۔

"جے تُوں میرا ہورہیں سب جگ تیرا ہو"

اِس مختصر سی تمہید کے بعد آئیے اب ہم سیّدنا و مولٰنا سرورِ کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالیں۔

۱

نزولِ وحی سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا سب سے بڑھ کر محبوب مشغلہ یہی تھا کہ خلوت میں اپنے ربّ کی عبادت کریں۔ اِس زمانے کے بارے میں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں :۔

حُبِّبَ اِلَیْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ یَخْلُوْا بِغَارِ حِرَآءَ فَیَتَحَنَّثُ فِیْهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّیَالِیَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِعَ اِلٰی اَهْلِهٖ وَیَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی خَدِیْجَةَ فَیَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰی جَاءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِیْ غَارِ حِرَآءَ۔ (بخاری)

یعنی اِس زمانے میں آپ خلوت پسند تھے اور غارِ حراء میں مکّے سے کئی میل دُور جا کر آپؐ خلوت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ چند دن رات کا کھانا ساتھ لے جاتے اور وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ زاد ختم ہونے پر حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس گھر تشریف لے آتے اور پھر اِسی طرح چند دن رات کا زاد لے کر پھر غارِ حراء میں تشریف لے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اپنی قوم کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے۔ یہ سِلسلہ اِسی طرح سے جاری رہا یہاں تک کہ آپؐ کے پاس حق آ گیا اِس وقت آپ غارِ حراء ہی میں تھے۔

خلوت کی اِنہی دُعاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سِلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں :۔

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گذرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان سے الٰہی معارف جاری ہوئے اور دُنیا میں ایک دفعہ ایسا انقلاب پیدا ہوُا کہ نہ پہلے اُسے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔" (برکات الدعا صا۱)

آپ کے اِس عشق و محبّت سے بھری ہوئی عبادات اور دُعاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى

کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی محبّت کے نشے میں چُور پایا تب اُس نے اپنی طرف آنے کی راہ تجھے دکھلا دی۔

۲

یہ تو زمانۂ نبوّت سے قبل کی حالت تھی۔ زمانۂ نبوّت میں آپؐ کی رات کی عبادات اور اُن میں آپؐ کے گہرے شغف کا نقشہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم میں سورۃ المزّمّل میں اِس طرح کھینچا ہے۔ اگرچہ یہ کلام امر کے صیغہ میں ہے مگر درحقیقت حکم دینے والے خدا نے اپنے اِن احکام میں آپؐ کی فطرتی آواز اور لگن کا نقشہ ہی کھینچا ہے جیسا کہ ایک بار حضرت عائشہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات و سیرت کے بارے میں دریافت کیا تو اُمّ المومنینؓ نے جواب دیا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ آپؐ کے اخلاق و عادات و سیرتِ طیّبہ معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن پڑھ لو۔ آپؐ نے عملی طور پر قرآن کریم کو ہی اپنے اُوپر وارد کیا ہوُا تھا چنانچہ اِس بارہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۝ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ (المزّمّل: ۲تا۱۰)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سوائے اس کے مولیٰ کے اور بھلا کس کو ہو سکتا ہے۔ ایک حدیث نبوی میں آپؐ فرماتے ہیں:۔

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یُشَارِکُنِیْ فِیْہِ نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اَوْ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ

کہ میرے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے لمحاتِ عشق و محبت بھی آتے ہیں جن میں کوئی نبی مرسل یا مقرب ترین فرشتہ بھی میرا شریک نہیں ہوتا۔

بعض دفعہ رات کے نوافل میں اپنے مولیٰ کے عشق میں محو ہونے کی حالت میں آپ اپنے آپکو بالکل فراموش کر دیتے اور اس قدر طویل عرصہ تک قیام فرماتے کہ آپؐ کے پاؤں سُوج جاتے۔ ایک حدیثِ نبوی میں اس کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے:۔

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

(ترمذی)

یعنی حضرت مُغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی لمبی مدت کے لئے رات کو نماز میں قیام فرماتے کہ آپؐ کے دونوں پاؤں سُوج جاتے۔ تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ آپؐ اپنے پر اِس قدر تکلیف وارد کرتے ہوئے اِتنی لمبی نماز پڑھتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دئے ہیں یعنی آپؐ کو اِس قدر لمبی عبادت کی کیا ضرورت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا میں خدا تعالیٰ کے انعامات پر ایک شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

حقیقت تو دراصل یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑھ کر راحت و آرام اور انتہائی تلذذ کی گھڑیاں ہی وہ ہوتی تھیں جن میں آپؐ خلوت میں نماز کی حالت میں اپنے ربّ سے راز و نیاز میں محو ہوتے تھے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:۔

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ الثَّلٰثُ۔ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ

یعنی تمہاری اِس دُنیا کی نعمتوں میں سے تین چیزیں میرے لئے محبوب بنائی گئی ہیں ایک خوشبو دوسرے عورت تیسرے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو مجھے نماز کی حالت میں ہی حاصل ہوتی ہے۔

تو جب نماز میں ہی آپؐ کی سب سے بڑی راحتِ جاں اور اعلیٰ ترین لذّات مضمر تھیں تو ایسی حالت کا

لمبا ہونا ایک لازمی امر تھا کیونکہ انتہائی خوشی و لذت کی گھڑیاں خواہ کتنی ہی لمبی کیوں نہ ہوں انسان کو ایک لمحہ کی طرح ہی محسوس ہوتی ہیں اور انسان انہیں اور بھی لمبا کرنا چاہتا ہے۔ اس قدر لمبی نماز میں آپؐ کی روح تو وصلِ مولیٰ کی لذت میں غرق ہوتی مگر جسم پر اتنے لمبے قیام کا لازمًا یہ اثر پڑتا کہ آپؐ کے پاؤں سُوج جاتے۔ مگر عشق و محبت کا میدان ہی نرالا ہے اس میں محبوب کی خاطر تکلیف اُٹھانا بھی عاشق کے لئے انتہائی لذّتوں سے ہمکنار ہونا ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی

یعنی اے محبت تُو نے عجیب و غریب آثار ظاہر کئے ہیں کہ یار کی خاطر لگنے والے زخم اور پھر اُن زخموں پر مرہم کا لگایا جانا دونوں ایک جیسا مزہ اور لذّت رکھتے ہیں۔

جیسا کہ سورۃ المزّمّل کی آیات میں اُوپر گزر چکا ہے کہ لمبی عبادت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات کا وقت ہی موزوں ترین وقت تھا دن کے وقت تعلیم و تربیتِ اصحاب اور تبلیغِ دین کا ایک وسیع اور لمبا پروگرام آپؐ کے سامنے ہوتا تھا مگر محبوبِ اَزلی کچھ اس طرح آپؐ کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا کہ ہر حرکت و سکون پر آپؐ کو خود بخود یاد آ جاتا تھا اور آپؐ کی زبان سے اس کی تسبیح و تحمید اور دعا پر مشتمل کلمات جاری ہو جاتے۔ گویا دُنیا کے متفرق و متنوع کام بھی محبوبِ حقیقی کی یاد کا ایک ذریعہ بن جاتے تھے۔ اب دیکھیں کہ انسان کے لئے وہ کونسا حرکت و سکون کا لمحہ ہو سکتا ہے جس کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مولا کو یاد کرنے اور اس سے دُعا کرنے والے کلمات نہ لگائے ہوں صبح سویرے جب دن کی روشنی ظاہر ہوتی تو آپؐ دُعا فرماتے :-

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ ھٰذَا الْیَوْمِ فَتْحَهٗ وَ نَصْرَهٗ وَ بَرَکَتَهٗ نُوْرَهٗ وَ ھُدَاهُ وَخَیْرَ مَا بَعْدَهٗ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ ھٰذَا النَّھَارِ صَلَاحًا وَ اَوْسَطَهٗ نَجَاحًا وَّ اٰخِرَهٗ فَلَاحًا۔

اے اللہ میں اس دن کی بھلائی اور خیر تجھ سے مانگتا ہوں نیز اس دن میں شیطان پر فتح نیز حصولِ نور و برکت و ہدایت کا سوال کرتا ہوں اور اس کے بعد کے زمانہ کی خیر بھی طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ تُو اس دن کے اوّل حصّے کو میرے لئے موجبِ صلاحیت، درمیانی حصّہ کو ہر دُکھ اور تکلیف سے نجات کا موجب اور اس دن کے آخری حصّہ کو موجبِ حصولِ فلاح بنا دے۔

رات کو سونے لگتے تو پھر اپنے رب کو مخاطب کر کے دعائیں کرتے اور فرماتے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْیَا۔ اے اللہ تیرے نام کے ساتھ۔ اور اسے یاد کرتے ہوئے ہی میں سونے لگا ہوں اور تیرے نام کو یاد کرتے ہوئے ہی میں پھر اُٹھوں گا۔ الغرض زندگی کا کوئی کام یا حرکت و سکون بھی تو نہیں ہوتا تھا کہ آپؐ اس کے ساتھ اپنے مولیٰ کو یاد نہ کرتے ہوں اور اُس سے رحمت اور فضل نہ طلب کرتے ہوں بلکہ آپؐ نے تو اپنے صحابہؓ کو ایک عجیب گُر بتا کر ان کے بھی تمام کاموں کو عبادتِ الٰہی بنا دیا۔ فرمایا کہ اگر کسی کام میں خدا تعالیٰ کی رضاء کے حصول کی نیّت ہو اور اسے ایماناً اور احتساباً کیا جائے یعنی عمل کا محرّک انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور اس کی قدرتوں پر ایمان ہو اور اس کا مقصد حصولِ اجر و رضا ہو تو ایسا کام عبادت بن جائے گا۔ یہاں تک کہ بیوی کے مُنہ میں لقمہ بھی اگر تم خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس کے حکم کے تحت ڈالو گے تو وہ تمہارے صدق و وفا میں اضافہ کا موجب ہو جائے گا۔

۳

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کی طرف سے کوئی تکلیف بھی تو نہیں پہنچتی تھی کہ آپؐ دُکھ دینے والے کے حق میں دُعا نہ کرتے ہوں اور اس موقع کو بھی اپنے مولیٰ کو یاد کرنے یعنی عبادت کا ذریعہ نہ بنا لیتے ہوں۔ چنانچہ مکّہ والوں کے ایمان سے مایوس ہو کر جب آپؐ نے طائف کا رُخ کیا تو اہلِ طائف نے آپؐ سے ایسا وحشیانہ سلوک کیا کہ سر سے لے کر پاؤں تک آپؐ خون سے نہائے گئے۔ اس تکلیف کی حالت میں پہاڑوں کا فرشتہ مَلَکُ الْجِبَال آپؐ پر ظاہر ہوا اور اُس نے آپؐ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اہلِ طائف کی بربریّت کی سزا میں میں اِن دونوں پہاڑوں کو باہم ملا کر ان کے درمیان طائف والوں کو ہمیشہ کے لئے کالعدم کر دوں مگر ساتھ ہی یہ علم بھی ہے کہ آپؐ سے اجازت لے کر ایسا کروں۔ یہ سُنکر آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اِن لوگوں کی نسل سے وہ لوگ پیدا ہوں گے جو خدا تعالیٰ پر ایمان لائیں گے۔ پھر فرمایا اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اے اللہ! تو میری قوم کو ہدایت دے اور سزا نہ دے کیونکہ میرے ساتھ جو سلوک بھی انہوں نے کیا ہے وہ جہالت اور لاعلمی کی بناء پر کیا ہے۔

ہاں تاریخ نے ایک ایسا موقع بھی ریکارڈ کیا ہے جب یہ رحیم و کریم انسان بھی اپنے دُکھ پہنچانے والوں کو سخت الفاظ سے یاد کرتا ہے اور ان کی طرف سے واقعی بڑے دُکھ کا احساس کرتا ہے اور یہ وہ موقع ہے جبکہ غزوۂ احزاب میں مُشرکین نے سارا دن آپؐ کو جنگ میں اس طرح مصروف رکھا کہ آپؐ کو عصر کی نماز بھی بعد غروبِ آفتاب پڑھنی پڑی۔ اِس موقع پر آپؐ نے اِن حملہ آور مُشرکین کے لئے بڑے

سخت الفاظ استعمال کئے اور فرمایا کہ انہوں نے ہمیں نمازیں بھی نہ پڑھنے دیں۔

اِس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے وقت پر نماز نہ پڑھ سکنے کی حالت ایک ایسا امر تھا جس نے آپؐ کے اندر بھی سخت قلبی اِضطراب پیدا کر دیا کیونکہ حملہ آوروں کی طرف سے مسلسل جنگ کی وجہ سے آپؐ عبادات میں اپنے شغف و استغراق کی لذّتوں سے روکے گئے یا مؤخّر کئے گئے اور یہ امر آپؐ کے لئے سخت گراں تھا۔ بخاری شریف میں یہ حدیث اِس طرح آئی ہے:۔

عَنْ عَلِيٍّؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ۔ (بخاری جلد دوم۔ کتاب المغازی صفحہ ۵۹)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے موقع پر (ایک دن) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اِن مشرکین کے گھروں کو اور اِن کی قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہمیں عصر کی نماز تک نہ پڑھنے دی یہاں تک کہ سُورج غروب ہوگیا۔

اَب اِس واقعہ کا طائف والی اذیّت سے مقابلہ کر کے دیکھ لیجئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس امر میں سب سے بڑھ کر دُکھ اور اذیّت کو محسوس کیا۔ سر سے لے کر پاؤں تک خُون میں نہایا جانا آپؐ کے لئے اتنا المناک اور اذیّت پہنچانے والا امر نہیں تھا جتنا کہ نمازِ عصر سے روکا جانا اور اسے بعد غروبِ آفتاب پڑھنا۔ اِس سے آپؐ کے شغفِ عبادات کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

عبادت کے اَوقات آپؐ کے اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حضور میں معراج کے اَوقات ہوتے تھے جن میں آپؐ اپنے مولیٰ اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف دُنُوّ اختیار کرتے کرتے اس کے بہت ہی قریب چلے جاتے۔ اس کے بعد بنی نوعِ انسان کے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے اِس بلند مقام تدلّی یعنی نزول فرماتے اور پھر دُنیا میں آکر اپنے اصحابؓ کی تربیّت کرتے اور دوسروں کے سامنے خدا تعالیٰ کا پیغام پیش کر کے حقِ تبلیغ ادا کرتے۔ آپؐ پر دُنُوّ اِلی اللہ کی حالت میں ایسے اَوقات بھی آجاتے جن کے بارے میں آپؐ فرماتے ہیں لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يُشَارِكُنِيْ فِيْهِ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ اَوْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ کہ اللہ تعالیٰ کے قُرب میں مجھ پر ایسا وقت بھی آتا ہے جس میں کوئی نبی، مُرسل یا مقرّب ترین فرشتہ بھی میرا شریک نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپؐ کے دن رات اِسی دُنُوّ اِلی اللہ و تدلّی الی الخلق میں گزرے۔ قرآن کریم میں سُورۃ النّجم میں اس کا ذکر یوں ہے:۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سرورِ کونین کے غلام — حضرت ثوبان رض

(مکرم ناصر احمد صاحب قمر شاھد مربیٔ سلسلہ)

آپ کا نام ثوبان کنیت ابو عبداللہ اور والد کا نام جحدر تھا اور خاندانی تعلق یمن کے مشہور حمیری خاندان سے تھا۔ اصل وطن یمن تھا مدینہ میں آپ غلام تھے۔ اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ "ثوبان پہلے غلام تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا اور فرمایا" دل چاہے اپنے خاندان والوں میں چلے جاؤ اور دل چاہے میرے ساتھ رہو میرے ساتھ رہوگے تو میرے اہلِ بیت میں تمہارا شمار ہوگا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری اور اہلِ بیت نبوی صلعم میں شمار ہونے سے بڑھ کر آپ کے لئے فخر اور کیا ہو سکتا تھا اس لئے حضرت ثوبان رض نے اِس شرف کو خاندان پر ترجیح دی اور سفر و حضر اور خلوت و جلوت ہر وقت اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے لگے۔ (اسد الغابہ جلد ۱ ص ۲۴۹)

تہذیب التہذیب میں لکھا ہے :-

" ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت کے لئے دُعا کی تو حضرت ثوبان رض بولے " اَنَا مِنْ اَھْلِ الْبَیْتِ " مَیں بھی اہلِ بیت میں سے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں جب تک تم کسی دروازہ کی چوکھٹ پر نہ کھڑے ہو یا کسی امیر کے پاس سوال کرنے نہ جاؤ"

(تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۱)

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف فرما رہے حضرت ثوبان رض ہر وقت آپ کے ساتھ رہے اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بھر مدینہ میں رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی کچھ عرصہ مدینہ میں ہی قیام رہا اور جب مدینہ میں جی نہ لگا کہ اب وہ محبوب دکھائی نہ دیتا تھا تو مدینہ سے کُوچ کر کے شام چلے گئے اور رملہ میں سکونت اختیار کر لی۔ حضرت عمر رض کے عہدِ خلافت میں مصر کی فتوحات میں شریک ہوئے۔ پھر رملہ سے منتقل ہو کر حمص میں گھر بنا لیا اور یہیں ۵۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت ثوبان رض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے اپنے آقا کے قریب رہنے کی وجہ سے آپ کو استفادہ کے زیادہ مواقع ملتے تھے۔ علم و عمل اور فضل و کمال کی دولت سے مالا مال تھے۔ تہذیب

میں آپ کے متعلق آیا ہے کہ حضرت ثوبانؓ کے حافظ میں ۱۲۷ احادیث محفوظ تھیں جو حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں۔ آپ کے فضل و کمال کی وجہ سے لوگ آپ سے احادیث سُننے کے مُشتاق رہتے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ ایک بار لوگوں نے حدیث سُننے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے یہ حدیث سُنائی کہ جو مسلمان خدا کے لئے ایک سجدہ کرتا ہے خدا اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صـ۲۷۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو جماعت صاحبِ علم و افتاء تھی اُس کے ایک رُکن ثوبانؓ بھی تھے۔ تہذیب التہذیب میں آیا ہے کہ آپ کے تلامذہ میں معدان بن طلحہ، راشد بن سعد، جبیر بن نضیر، عبدالرحمن بن غنم، ابو ادریس خولانی قابلِ ذکر ہیں۔ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صـ۳۱)

بڑے بڑے علماء اور آپ کے معاصرین دوسروں سے سُنی ہوئی حدیثوں کی تصدیق آپ سے کراتے تھے چنانچہ معدان بن طلحہ جلیل القدر محدّث تھے انہوں نے حضرت ابو درداءؓ سے ایک حدیث سُنی تو حضرت ثوبانؓ سے اس کی تصدیق کی۔ (ابو داؤد جلد ۱ صـ۲۳۷)

آپ کی سیرتِ مبارکہ کا یہ درخشاں پہلو ہے کہ جو کلماتِ طیّبات اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنے دِل پر نقش ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں اور وفات کے بعد دونوں زمانوں میں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور اُسوہ آپ کے پیشِ نظر رہتا تھا اور اپنے آقاؐ کی زبانِ مبارک سے جو کچھ سُن لیا وہ ہمیشہ حرزِ جان رکھا جس چیز میں آقاؐ کے حکم کی خلاف ورزی کا ادنیٰ سا پہلو نکلتا تھا اُس سے ہمیشہ محترز رہے۔ مسند احمد بن حنبل میں لکھا ہے:۔

"ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ کبھی کِسی سے سوال نہ کرنا۔ اِس فرمان کے بعد کبھی کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ ہوُا اور اِس شدّت سے اس پر عمل رہا کہ اگر سواری کی حالت میں کوڑا ہاتھ سے چھُوٹ کر گر جاتا تو خود اُتر کر اُٹھاتے تھے اور کِسی سے سوال نہ کرتے تھے"! (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صـ۲۷۷)

اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو شدید محبّت تھی اور آپؐ کی رسالت پر اِتنا مضبوط ایمان تھا کہ اپنے پیارے آقا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نام پکارنا آپ کو گوارا نہ تھا۔ مستدرک حاکم میں حضرت ثوبانؓ کے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا اور حضرت ثوبانؓ بھی اپنے آقاؐ کے ساتھ تھے تو اس یہودی نے السّلام علیك یا محمّد کہا۔ خالی محمدؐ سُنکر حضرت ثوبانؓ برافروختہ ہو گئے اور یہودی کو پرے دھکّا دے دیا اور وہ گِرتے گِرتے بچا۔ اُس نے اس کا

سبب پُوچھا تو کہنے لگے تُو نے یا رسول اللہ کیوں نہ کہا۔ وہ بولا میں نے اس میں کیا گناہ کیا کہ ان کا خاندانی نام لیا محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثوبان! ہاں میرا خاندانی نام محمدؐ ہے۔

(مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۴۸۱)

حضرت ثوبانؓ کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت تھی وہ تو ظاہر ہے لیکن حضرت ثوبانؓ کو اپنے مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو غلامی کی نسبت تھی اس شرف پر بھی آپ کو فخر تھا اور اپنی غلامی کی نسبت کا احترام بھی ضروری سمجھتے تھے اور جو شخص اس میں کمی کرتا تھا اسے متنبہ کرتے تھے۔ مسند احمد بن حنبل میں آپ کے متعلق لکھا ہے کہ "ایک مرتبہ حمص میں آپ بیمار ہو گئے اور وہاں کا گورنر آپ کی عیادت کے لئے نہ آیا تو آپ نے اس کو لکھا "اگر موسیٰ اور عیسیٰ کا غلام تمہارے یہاں ہوتا تو کیا تم اس کی عیادت کے لئے نہ آتے"۔ یہ رقعہ جب والیٔ حمص عبد اللہ کو ملا تو اسے اپنی کوتاہی پر ندامت ہوئی اور وہ اس کی تلافی کے لئے اس عجلت اور تیزی کے ساتھ نکلے کہ لوگ سمجھے کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آگیا ہے۔ غرض وہ بے تابانہ حضرت ثوبانؓ کے گھر آئے اور دیر تک آپ کی مزاج پُرسی کرتے رہے"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۲۸)

حضرت ثوبانؓ کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غلامی کا شرف ہی نہ تھا بلکہ مقامِ قُرب بھی حاصل تھا اور علم و حکمت اور معارف کے مخزن میں سے بے شمار موتی اپنے دامن میں سمیٹے۔ چنانچہ غلامانِ اسلام میں آپ کا نام نامی حضرت ثوبانؓ ہمیشہ کے لئے ایک درخشاں حیثیت رکھتا ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ آپ کا شمار رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے زمرہ میں ہے۔ آپ کی قبر حمص میں ایک چھوٹی سی مسجد کے باہر حضرت وحشی کے ساتھ ہے۔ اللّٰھم صلِّ علیٰ محمّد وعلیٰ اٰلِ محمّد وبارِک وسلّم انّک حمیدٌ مجیدٌ۔

حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔ "میں یہ نہیں پسند کرتا کہ خدا کے لئے ان کا کوئی وقت بھی خالی نہ ہو۔ ہاں تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ کے خوف و خشیت کو اُس وقت بھی مدِّ نظر رکھیں تا کہ وہ تجارت بھی ان کی عبادت کا رنگ اختیار کرے۔ نمازوں کے وقت پر نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملہ میں کوئی ہو دین کو مقدم کریں دُنیا مقصود بالذّات نہ ہو۔ اصل مقصود دین ہو پھر دُنیا کے کام بھی دین کے ہی ہوں گے صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا"۔

(ملفوظات جلد دوم ص ۱۵۸)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طلب کرنے پر اُسے خوش دِلی سے ادا کرتا ہے۔ یہ جب اُس کی دین ہے تو مالک وہی خدا ہے۔ ہمارے پاس یہ امانت ہے اور مستعار ہے۔ ہم مالک نہیں ——— اور آپ کی نظر قرآن مجید کی اِس آیت پر تھی کہ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا ہی مال قبول کرتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ

اِس ضمن میں پہلی مثال مَیں صحابہؓ میں سب سے اعلم، اخشی اور اتقیٰ یعنی سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انفاق کی پیش کرتا ہوں جن کو مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی کی جانب سے یہ سند عطا ہوئی ——— مجھے ابوبکرؓ کے مال سے جو فائدہ پہنچا وہ کسی اَور کے مال سے نہیں پہنچا۔ (ترمذی ابواب المناقب باب مناقب ابی بکر)

سیّدنا حضرت ابوبکرؓ اُن صحابہؓ میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت سے نوازا تھا۔ آپ کپڑے کے تاجر تھے جب آپ اِسلام لائے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم نقدی کی صورت میں تھے۔ اِس رقم کی قدر و قیمت کا اندازہ اِس سے کیجئے کہ ایک حدیث کی رُو سے اُس وقت اُونٹ کی قیمت تیرہ درہم تھی اور یہ رقم اُس وقت کے تین ہزار نوسو اٹھارہ اُونٹوں کی قیمت بنتی ہے اور آج کے لحاظ سے یہ پینتیس چالیس لاکھ روپیہ کے برابر۔

یہ ساری رقم سیّدنا حضرت ابوبکرؓ نے راہِ خدا میں خرچ کر دی۔ پینتیس ہزار درہم تو مکّہ کی تیرہ سالہ زندگی میں خرچ کر چکے تھے۔ مکّہ میں جس غلام کا سینہ اِسلام کے نور سے منوّر ہو جاتا وہ غریب و بیکس ظالموں کے ظلم کا تختہ مشق بنتا۔ سیّدنا ابوبکرؓ اسے خرید کر آزاد کر دیتے۔ تاریخ اِسلام نے ان سب ناموں کو محفوظ کیا ہے۔ غلام بلالؓ اور زنیرہ لونڈی کا نام اِس فہرست میں ہے۔ باقی پانچ ہزار ہجرت کے وقت وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے کہ نہ جانے کہاں اور کب اِس کی ضرورت پیش آجائے۔ آپ کے نابینا والد حضرت ابو قحافہ نے بچّوں سے گھر آکر پُوچھا۔ بچّو ابوبکر تمہارے لئے بھی کچھ چھوڑ گئے ہیں یا نہیں؟ اور تاریخ اسلام نے اِسے محفوظ کیا ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ میں بھی کوئی ان سے بڑھ نہ سکا۔ سیّدنا حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک موقع پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی قربانی کی تحریک کی تو مَیں نے ارادہ کیا آج مَیں ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا کہ نیکیوں میں مسابقت تو مومنوں کا شیوہ ہے۔ چنانچہ اِس ارادہ سے سیّدنا عمرؓ گھر گئے اور آدھا مال کپڑے میں باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں رکھ دیا حضرت ابوبکرؓ گھر تشریف لے گئے اور جتنا سرمایہ گھر میں اُس وقت میسّر تھا سب لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر! مَا تَرَکْتَ لِاَھْلِكَ گھر والوں کے لئے گھر میں کیا چھوڑا ہے۔ معلوم ہوتا ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جذبۂ قربانی کو جانتے تھے۔ غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

خدا اور اُس کے رسول کا وعدہ گھر میں چھوڑ آیا ہوں

زیدؓ بن اسلم کی روایت میں خدا اور اُس کے رسول کو گھر چھوڑ آیا ہوں (ترمذی مناقب عمرؓ) اور رضاءِ الٰہی کے لئے راہِ خدا میں خرچ کرنے والے سے خدا کا وعدہ اُس کی رضا اور اس کی جنت ہے۔ فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (التوبہ: ۱۱۱)

اور بزرگانِ کرام! جس کے گھر میں خدا اور اُس کا رسول آجائے اُسے پھر کس چیز کی احتیاج؟ شاید ایسے ہی مواقع کے لئے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اِس دُعا کے بعد

حضرت عثمانؓ

سیدنا حضرت ابوبکرؓ اور سیدنا حضرت عمرؓ کے بعد سیدنا حضرت عثمانؓ کے انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر مناسب ہو گا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی مالی قربانی کے موقع پر جو آپ نے غزوۂ تبوک میں کی جسے جیش العسرۃ بھی کہا گیا ہے کہ یہ دن بڑی سختی کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عثمانؓ کے اِس فعل پر راضی ہو گیا۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمانؓ جنت کے مستحق ہو گئے۔ اِس موقع پر آپ نے نوسو پچاس اُونٹ، پچاس گھوڑے لشکر کے لئے دئے اور ایک ہزار دینار نقد پیش کئے (ترمذی ابواب المناقب مناقب عثمانؓ)۔

مدینہ میں جب مسلمان ہجرت کر کے آئے تو میٹھے پانی کی دِقت تھی۔ رومہ کا کنواں برباد ہوا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا جو اِس کنوئیں کی مرمت کروا دے، اِسے صاف کروا دے اسے مَیں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اور اِس خدمت کی سعادت حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آئی۔ شارحینِ حدیث لکھتے ہیں اس پر اُس وقت بیس ہزار درھم خرچ اُٹھا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ اسے خرید کر مسلمانوں کے لئے آپ نے وقف کر دیا۔ بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اِس کا پانی قیمتاً بکتا تھا حضرت عثمانؓ نے اِسے خرید کر راہِ خدا میں وقف کر دیا۔ (ترمذی ابواب المناقب مناقب عثمانؓ)

اور ایک جنت پر ہی کیا موقوف ہے اللہ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔

اور سیدنا عثمانؓ وہ خوش نصیب راشد خلیفہ تھے جن کے عقد میں باری باری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آئیں۔ دوسری بیٹی کے عقد پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عثمان! مجھے اللہ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی دوسری بیٹی تمہارے عقد میں دے دوں۔ اور جب قضائے الٰہی سے یہ بچی بھی فوت ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی آپ کے عقد میں دیتا۔

کیا خوب فرمایا اللہ تعالیٰ نے

"وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ"

(البقرہ آیت ۲۶۵)

کہ جو لوگ اپنے مال اللہ کی رضا حاصل کرنے اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں اُن کے خرچ کی کیفیت اُس باغ کی حالت کے مشابہ ہے جو اُونچی جگہ پر ہو اور اس پر تیز بارش ہو جس کی وجہ سے وہ دوگنا پھل لائے۔

حضرت علیؓ

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے بعد چوتھے راشد اور زاہد خلیفہ حضرت علیؓ کے انفاق فی سبیل اللہ کا کچھ ذکر سماعت فرمائیے۔ آپ کی معیشت بہت سادہ تھی پانچ درھم کا تہبند زیب کمر ہوتا۔ نور نظر جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہؓ آپ کی اہلیہ ہاتھ سے چکی پیستیں، پانی کا مشکیزہ کمر پر اُٹھا کر لاتیں، خود گھر میں جھاڑو دیتیں۔

ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا:۔

علی تجھے خدائے عزّ و جلّ نے ایسی زینت سے مزیّن کیا ہے جس سے بہتر بندوں کی کوئی زینت خدا کو محبوب نہیں، اور وہ ہے زُہد یعنی دُنیا سے بے رغبتی۔ (اسد الغابہ جزء رابع)

ایک روایت کے مطابق ان کی انفاق فی سبیل اللہ کی مقدار کئی ہزار درھم تھی۔ جب آپ کا وصال ہوا آپ کے پاس صرف چھ سو درھم تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ خدا کے وہ بندے تھے جنہیں دُنیا اور اُس کی زخرفات اپنی جانب مائل نہ کرسکے۔

ان کے انفاق فی سبیل اللہ کا ایک عجیب واقعہ کتب تفاسیر میں مذکور ہے۔ ایک بار حضرت حسنؓ اور

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

کھجوریں میسّر ہیں وہ اصحابِ صُفّہ کے لئے لئے چلا آ رہا ہے جس کے پاس تھوڑے سے جَو ہیں وہ چند مُٹھی جَو پیش کر رہا ہے حتّٰی کہ بعض اَوقات اِس جذبہ سے ناآشنا کفّار اِستہزاء کرتے کہ اِس سے اِسلام کی اشاعت ہو گی ؟ اور میرا یقین ہے کہ تاریخ میں صحابہؓ کے انفاق فی سبیل اللہ کے اکثر واقعات محفوظ بھی نہیں کہ صحابہؓ کی تعداد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لاکھ سے متجاوز تھی اور بہتوں نے یہ حدیث زبانِ فیض ترجمان سے سُنی تھی کہ قیامت کے دن اُس شخص کو بھی خدا کی پناہ میسّر ہو گی جس کے دائیں نے اِس طرح خرچ کیا کہ بائیں کو علم نہ ہو سکا اِس لئے وہ اپنے صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر بھی کسی سے نہ کرتے۔

جس کے صحن میں آپ بیٹھے ہیں یعنی بیتِ اقصٰی۔ اِس کی تعمیر کا سارا خرچ دینے والے شخص کو مَیں نے اپنی آنکھوں سے اِس حدیث کے بیان کے وقت اشکبار دیکھا جو آپ نے حضرت ابوذرؓ کو کہی تھی۔ آپ نے تین بار فرمایا ابوذر وہ لوگ سخت گھاٹے میں ہوں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کون ؟ فرمایا وہ جن کو خدا نے دولت سے حصّہ وافر عطا فرمایا ہے سوائے ان کے جو اوک اوک بھر کر راہِ خدا میں لٹائیں۔

بزرگان کرام ! یہ دولت ڈھلتی چھاؤں ہے یہ مختلف ہاتھوں میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ ہو سکتا ہے آج کا لاکھوں پتی کل دیوالیہ ہو جائے۔

انسان اپنی زندگی میں سیم و زر کے ڈھیر لگاتا ہے۔ وہ تجوریوں پر تجوریاں بھرتا ہے۔ لیکن جب وہ اِس دُنیا سے رخصت ہو گا خالی ہاتھ جائے گا۔

فاتح عالم سکندر یونانی کے متعلق مشہور ہے جب اُس کا آخری وقت آیا اُس نے کہا زر و جواہر اور سونا چاندی میری آنکھوں کے سامنے لاؤ جو میں نے اکٹھا کیا۔ اُس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ اُس نے اُن پر نگاہِ حیرت ڈالی اور پھر وصیّت کی کہ جب مَیں مروں میرے ہاتھ کفن سے باہر نکال دینا تا دُنیا دیکھ لے کہ سکندر اِس دُنیا سے خالی ہاتھ گیا۔

سرکارِ دو عالم، رہبرِ اُمّتؐ نے ایک روز فرمایا نُورِ نظر فاطمہ اِس دُنیا میں مجھ سے جو چاہو لے لو اگلے جہان میں تیرے اعمال ہی تیرے کام آئیں گے۔

انصار بھائیو ! راہِ خدا میں خرچ کرنے والا اگلے جہان میں خالی ہاتھ نہ جائے گا۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے فرمایا : عائشہ جو بکری ذبح کی تھی اُس میں سے کچھ گوشت بچا۔ عرض کی سارا تقسیم کر دیا یہ تھوڑا سا باقی ہے۔ فرمایا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا وہ ٹھیک ٹھکانے پہنچ گئی۔

پس جو مال راہِ خدا میں دیا وہ ضائع نہیں ہوا اُس کا اجر کئی رنگوں میں آپ کو دونوں جہانوں میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ހިތާމަ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(71 [illegible])

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

ظہور ۱۳۶۳ہش ــــــ اگست ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت * مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- سید عبدالحی * کتابت :- حمید الدین

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دارالصدر جنوبی ربوہ

فہرست

شرحِ چندہ

پاکستان ــــــ بیس روپے سالانہ

امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی { بذریعہ ہوائی ڈاک :- پندرہ ڈالر سالانہ
" بحری ڈاک :- آٹھ " " }

دیگر ممالک { بذریعہ ہوائی ڈاک :- چھ پونڈ "
" بحری ڈاک :- تین " " }

قیمت فی پرچہ :- دو روپے

آداب و اخلاق

تربیتِ اولاد

امام ترمذی علیہ الرحمۃ اس باب کے تحت مختلف احادیث لائے۔ پہلی حدیث حضرت جابر بن سمرۃ سے مروی ہے۔ یہ وہی صحابی ہیں جن سے وہ مشہور روایت مروی ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندنی رات میں تشریف فرما تھے۔ میں کبھی آسمان پر چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی ماہِ مدنی کو دیکھتا تھا۔ خدا کی قسم وہ مجھے چاند سے زیادہ حسین دکھائی دیتے تھے۔ اِن کی روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان اولاد کی تربیت کرے یہ صدقہ سے زیادہ بہتر ہے۔" دوسری حدیث اِس باب کی یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ کا اولاد کو عطیہ اچھی تربیت سے زیادہ بہتر کوئی نہیں۔

تحفہ قبول کرنا اور اِس کا بدلہ دینا

ایک مشہور حدیث ہے تحفوں کا تبادلہ کرو اِس سے محبّت بڑھتی ہے۔ اور قرآنِ مجید کی تعلیم یہ ہے جب تمہیں کوئی تحفہ دے تو اوّل تو اس سے بہتر تحفہ اُسے دو ورنہ کم از کم اُس جیسا تو لوٹاؤ۔ اور سب سے بہتر اور سستا تحفہ سلامتی کی دُعا السلام علیکم ہے۔ اِس باب میں حضرت اُمّ المؤمنین عائشہؓ کا یہ قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے اور ہدیہ دینے والے کو خود بھی ہدیہ دیتے۔

محسن کا شکریہ ادا کرنا

کسی کے احسان پر شکریہ ادا کرنا اچھے اخلاق اور مہذب ہونے کی دلیل ہے۔ اِس باب میں دو احادیث امام صاحب لائے۔ ایک روایت مشہور صحابی حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری ابوسعیدؓ کی ہے کہ "جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں۔"

پس کسی کی اَدنیٰ سی نیکی پر بھی اُس کا شکریہ ادا کیجئے کہ اِس طرح آپ نہ صرف اُس شخص کا شکریہ ادا

راستوں کو صاف رکھو

یہ بھی آداب و اخلاق میں شامل ہے کہ ہم راستوں کو صاف رکھیں۔ اذیت اور دُکھ دینے والی چیزیں راستوں میں نہ پھینکیں۔ کوڑا کرکٹ راستوں میں نہ ڈالیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ایک آدمی راہ پر جا رہا تھا اُس نے دیکھا راستہ میں کانٹے دار شاخ پڑی ہے اُس نے راستہ سے اُسے ہٹا دیا۔ خدائے شکور نے اُس کی قدردانی کی اور اِس نیکی کے عوض اُسے بخش دیا۔

ایک مومن کی سب سے بڑی خواہش یہی ہے کہ اُس کا خدا اُس کے گناہ معاف کر دے، اپنی رحمت کی چادر میں اُسے ڈھانپ لے اور اُسے یہ میسّر ہو سکتی ہے کبھی راستوں کی صفائی سے کہ خدا کی مغفرت گلی کوچوں میں بھی تقسیم ہوتی ہے۔

رازداری

رازداری ایک نہایت ضروری وصف ہے اور اِس کا فقدان آدمی کی قدر کو کم کرتا ہے۔ قوموں کو مُبتلائے آلام کرتا ہے۔ کہتے ہیں شریف آدمی کا سینہ رازوں کا دفینہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی شخص تم سے بات کرتا ہے تو وہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔

امانت کا لفظ یہ تقاضا کرتا ہے کہ اگر ہم اُس کی بات کے امین نہیں تو خائن ہیں اور خیانت بہت بڑا فردی اور قومی جرم ہے۔

سخاوت

بُخل ایک بدخُلقی اور بُری عادت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بُخل سے خدا کی پناہ مانگی ہے مومن کنجوس نہیں ہوتا۔ اسے تو راہِ خدا میں، غرباء اور مساکین اور یتامٰی پر خرچ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اُس کا یہ ایمان ہے کہ جو راہِ خدا میں جیب سے خرچ ہؤا وہ اُس سے بہتر ہے جو جیب میں رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبتی بہن، حضرت عائشہؓ کی بہن اسماءؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس وہی ہوتا ہے جو میرے خاوند حضرت زبیرؓ گھر میں لاتے ہیں کیا میں اُس سے راہِ خدا میں خرچ کر سکتی ہوں۔ فرمایا ہاں تو تھیلی کا مُنہ نہ باندھ

ورنہ اللہ تیرے لئے رزق کی تھیلی کا مُنہ باندھ دے گا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سخی اللہ کے قریب ہے، جنّت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے۔ یعنی لوگ اُس سے محبّت کرتے ہیں۔ آگ سے وہ دُور ہے اور کنجوس اللہ سے دُور، جنّت سے دُور، لوگوں سے دُور اور آگ یعنی جہنّم کے قریب ہے۔ فرمایا۔ خدا کو جاہل سخی عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

بخل

بخل مال کی محبّت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مومن جو خدا کو رازق سمجھتا ہے، اپنے آپ کو اُس کے مال کا امین سمجھتا ہے وہ بخل کیسے کر سکتا ہے۔ اِس باب میں امام صاحب حدیث لائے حضرت ابوسعید خدریؓ راوی ہیں کہ "دو عادتیں مومن میں اکٹھی نہیں ہوتیں ایک بخل دوسری بد خُلقی۔

دوسری حدیث اِس باب کی سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکے باز، بخیل اور احسان جتلانے والا جنّت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اِس باب کی آخری حدیث حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن دھوکے باز نہیں ہوتا۔ اس کا سینہ صاف ہوتا ہے اور فاجر یعنی بدکار دھوکے باز اور کمینہ ہوتا ہے۔

اہل و عیال پر خرچ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں اہل و عیال پر خرچ بھی نیکی ہے۔ یہ دین کا حصّہ ہے اگر کوئی اِس لئے اہل و عیال سے حُسنِ سلوک کرتا ہے کہ یہ میرے خدا کا حکم ہے تو خدا کے نزدیک ثواب کا موجب ہے۔

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے (مجھے حمص میں ۱۹۶۷ء میں ان کی قبر پر حاضر ہونے کا موقع ملا) وہ روایت کرتے ہیں کہ سب سے افضل خرچ وہ ہے جو آدمی اپنے اہل و عیال اور خدا کی راہ میں رکھے ہوئے جانور اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ سب سے بڑا ثواب کس شخص کو ملے گا؟ فرمایا۔ وہ آدمی جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے وہ اُنہیں لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے بچاتا ہے اور لوگوں سے مستغنی کرتا ہے۔

(...)

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

پانچ نقصان دِہ اُمور

(ایڈیٹر)

قرآن مجید میں جگہ جگہ گذشتہ اقوام کی خرابیوں اور اُن میں مصلحین کی بعثت کا ذکر ہے۔ سُورہ شعراء اور اس کے بعد کی سُورتوں نمل، قصص، عنکبوت میں مسلسل یہ ذکر چلتا ہے کہ فلاں قوم میں یہ خرابی تھی خدا کا مامور ان میں آیا اُس نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰہَ خدا کا تقویٰ اختیار کرو۔ گناہوں سے کنارہ کشی کر لو۔ پرہیزگاری اختیار کرو ـــــ اَلَا تَتَّقُوْنَ لوگو! کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیوں اپنی کمزوریوں کو دُور نہیں کرتے۔

سُورہ شعراء کی آیت نمبر ۱۶۲ اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ جب ان کو ان کے بھائی لُوط نے کہا کیوں بُرائیوں سے اِجتناب نہیں کرتے ـــــ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے پہلے جانشین حضرت مولانا نورالدین صاحب فرماتے ہیں پانچ چیزیں بڑی نقصان دِہ ہیں (۱) غضب (۲) شہوت (۳) دنیوی حرص و طمع (۴) کسل و کاہلی۔ (۵) دوسروں کی تحقیر ـــ یہ منفی خُلق ہیں ان میں سے ہر ایک کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو خبردار کیا اور ان خُلق سے خدا کی پناہ چاہی۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا اور عرض کی یارسول اللہ مجھے کچھ سکھائیے لیکن زیادہ ارشاد نہ فرمائیں اختصار فرمائیں تاکہ مَیں اُسے یاد رکھ سکوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اُس کو یہی فقرہ فرمایا لَا تَغْضَبْ۔ لَا تَغْضَبْ۔ دیکھ غصّہ نہ کیا کر۔ غصّہ سے رُک جاؤ۔ غصّہ مت کرو۔

ایک دوسری حدیث میں فرمایا جو غصّہ کو باوجود جاری کرنے کی قوت کے تھام لے اللہ قیامت کے روز سب لوگوں کے سامنے اُسے پاکیزہ ساتھی کے اِنعام سے مشرّف فرمائے گا۔

اِنسان غصّہ میں کیا کیا واہی تباہی بک جاتا۔ ایسے افعال کا اُس سے صدور ہو جاتا ہے جس پر وہ ساری عمر نادم ہوتا ہے یا اُس کے بھیانک نتائج کا اُسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو قوی اور پہلوان کہا جو غصّہ کے وقت نفس کی باگ کو کھینچ کر رکھتا ہے۔ غصّہ اور جوش میں ہوش، خرد اور علم دَب جاتا ہے۔

انسان میں چار قوتیں ہیں قوّتِ علمی، قوّتِ فکری، قوّتِ غضبیہ اور قوّتِ شہوانیہ۔ پہلی دو قوتیں اُبھرتی اور ترقی کرتی ہیں تو آخری دو قوتیں دب جاتی ہیں۔ اور آخری دو قوتیں حدود سے تجاوز کریں تو پہلی دونوں قوتوں کو بہا کر لے جاتی ہیں۔

قوّتِ شہوانیہ

یہ قوّت اگر حد کے اندر رہے۔ اللہ نے اِس کے جو کنارے تجویز کئے ہیں اُن سے باہر نہ نکلے تو یہ قوّت ایک مفید قوّت ہے۔ اِس کے صحیح استعمال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی قرار دیا کہ مومن خدا کے حکم کی وجہ سے حلال کا مرتکب ہوتا ہے اور حرام سے اجتناب کرتا ہے۔

جن قوموں نے جنسی بے راہ روی اختیار کی اللہ نے اُن قوموں کو اس کی سزا دی۔ جنسی بے راہ روی اعلیٰ انسانی صلاحیتوں کو کُند کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ مومنون میں اُن لوگوں سے کامیابی کا وعدہ فرمایا جو جنسی قوّتوں کا صحیح استعمال کرتے ہیں۔ فرمایا:-

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ..... وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ (المؤمنون)

فرمایا وہ مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں یا جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے انہیں ملامت نہ کی جائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو اپنی زبان اور شہوت کی حفاظت کرے گا میں اُن کے لئے جنّت کا ضامن ہوں گا۔

تیسری بات دُنیوی حرص وطمع ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے تجارت وصنعت سے منع نہیں فرمایا بلکہ کسبِ حلال کی تاکید کی صبح سوئے رہنے کو محتاجی کا موجب قرار دیا صحابہ کرامؓ میں کروڑوں پتی بھی تھے۔ وہ بھی تھے جن کے تجارتی قافلے ممالکِ غیر کو جاتے اور آتے یعنی وہ درآمد اور برآمد کرتے۔ لیکن دُنیوی حرص وطمع الگ چیز ہے۔ دُنیا کی حرص وطمع اِنسان کو دولت کے لئے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر اُکساتی ہے۔ افراد میں جلبِ زر کا تنافس قوموں میں حسد و بُغض کو بڑھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عجیب لمبی دُعا کا فقرہ ہے

لَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَ لَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا

کہ نہ دُنیا کو ہمارا بڑا مقصد بنانا اور نہ یہ ہمارے علم و فکر کی انتہاء ہو۔

ایک بار جب حضرت ابوعبیدہؓ بن جرّاح مالِ غنیمت لے کر مدینہ لوٹے اور اُن کی آمد کا سُنکر صبح کی نماز میں

بکثرت صحابہؓ شریک ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا۔ تم نے سن لیا ہوگا کہ ابوعبیدہ آتے ہیں۔ ہاں یہ تمہارے لئے خوشی کا موجب ہے لیکن دیکھو مجھے تمہارے متعلق فقر اور مالی تنگی کا فکر نہیں مجھے تو یہ ڈر ہے کہ دُنیا تمہارے سامنے پھیلا دی جائے گی پھر تم اسے حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو گے۔ اور یہ پھر تمہیں بھی اُسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح اس نے پہلوں کو کیا۔ اور اگر قوم یا کوئی فرد اپنے مقصد کو مالی کشائش میں غرق کر دے تو یہ بھی ایک ہلاکت ہی ہے۔

قرآن مجید میں راہِ خدا میں خرچ نہ کرنے کو ہلاکت قرار دیا۔ فرمایا

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (البقرہ: ۱۹۶)

کہ راہِ خدا میں خرچ کرو۔ مالی جہاد میں مصروف رہو۔ اِس راہ کو بند کر کے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں ایک بار مالِ غنیمت آیا آپ نے اُس کا معائنہ کیا تو آپ رو پڑے کسی نے عرض کیا یہ رونے کا کونسا موقع ہے۔ آپ نے فرمایا تم نہیں جانتے جس قوم میں یہ آیا اس کے نتیجہ میں بُغض و حسد بھی افراد میں آیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بعض انبیاء اور اُن کی صنعتی ترقی کا ذکر کیا کہ قوموں کی ترقی میں یہ سب امور دخیل ہیں لیکن ماموریں کی جماعتوں میں جلبِ زر کی خواہش، دُنیوی حرص و طمع اُن کو اُن کے مقصد کو دُور کرنے کا موجب بنتی ہے۔

چوتھا امر کسل و کاہلی ہے

کسل و کاہلی فرد اور قوم کی ترقی میں ایک بہت بڑی روک ہے۔ بلندیوں اور رفعتوں سے ہمکنار سُست اور نکمّا فرد نہیں ہو سکتا۔ محنت، جدّوجہد، کلیدِ فلاح ہے۔ وکیل ہو یا طالبِ علم، ڈاکٹر ہو یا صنعتکار، زمیندار ہو یا استاد اگر محنتی نہیں مُستعد اور صاحبِ نشاط نہیں تو وہ ترقی نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔

وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۙ وَ اَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ۪ (النجم آیت ۴۰، ۴۱)

کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور وہ اپنی کوشش کا نتیجہ ضرور دیکھ لے گا۔

دوسری جگہ فرمایا :۔

کُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا کَسَبَ رَھِیْنٌ ۝ (الطور: ۲۲)

ہر انسان مرہُون کسب و محنت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سستی اور کاہلی سے خدا کی پناہ مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ

اے اللہ میں نکماپن اور کاہلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں

ایسی جماعتوں کی تعریف قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی ہے:۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ

کہ وہ بحر کے غواص بنتے ہیں۔ غوطہ زنی کر کے موتی لاتے ہیں۔ نشاطِ خاطر سے کام کرتے ہیں۔ مقابلہ میں وہ تیراک کی طرح نکل جاتے ہیں۔ ان کے اندر مسابقت کی روح ہوتی ہے۔ وہ کام کا منصوبہ و تدبر کرتے ہیں۔

پس مومن تیز گام ہوتا ہے۔ وہ نشاط کا حامل ہوتا ہے۔ غفلت کے طاقوں میں وہ پڑا نہیں رہتا بلکہ باوردی سپاہی کی طرح آگے بڑھنے پر آمادہ رہتا ہے۔

اور پانچواں امر ہے دوسروں کو تحقیر کے جذبہ سے دیکھنا۔ یہ جہاں تکبر اور رعونت کی علامت ہے وہاں یہ مکروہ خُلق اس پر دال ہے کہ یہ شخص خوبی یا وصف کو امانت نہیں اپنی ملکیت سمجھتا ہے حالانکہ اس نے قارون و فرعون و ہامان کے انجام کا ذکر قرآن میں پڑھا۔ اس نے خدا کے باغیوں کے محلّات اور شہروں کے کھنڈروں کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ وہ اس سے زیادہ صاحبِ شکوہ و طاقت تھے پھر یہ کیوں بھول گیا۔ کیوں خدا کے بندوں سے اس نے حقارت کا رویّہ اختیار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمِ

آدمی کا یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر جانے

حضرت مولانا نورالدین صاحب جانشین حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"اپنے تئیں بہت کچھ سمجھتا اور اپنے علم پر نازاں ہوتا ہے"

ناز مستعار امانت یا طاقت یا خوبی پر کیسے ہو سکتا ہے؟ ہر خوبی اُس ذاتِ احدیت کی ہے جس نے انسان کی تخلیق کی اور اسے احسنِ تقویم میں پیدا کیا اگر کسی کو اس تخلیق کا گھمنڈ ہے تو وہ اس سے اگلی آیت پر بھی غور کرے

ثُمَّ رَدَدْنٰہُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۙ

اُس کا ایک کلمہ اور حکم تمام شادابیوں کو خس و خاشاک کر سکتا ہے اس لئے کسی بھائی کو حقیر نہ جانیں کہ اس سے معاشرہ کی صحتمندی اور باہم محبت مجروح ہوگی۔

شراب نوشی کے نقصانات

نائیجیریا کے اخبار سنڈے گرافک ۸ مئی ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں قریشی فیروز محی الدین صاحب کے مضمون کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔　(ادارہ)

گذشتہ سے پیوستہ ہفتے مَیں نے سُؤر کھانے کے متعلق اِسلامی حُرمت پر مضمون لکھتے ہوئے ناموَر طبّی اہل الرائے کے اقتباسات سے اِس بات کو ثابت کیا تھا کہ اِس کا استعمال طبّی لحاظ سے بھی نقصان دہ ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا بہت مشکل سے ہی کوئی ایسا فرد ملے گا جو سؤر کھاتا ہو تاہم یہ بدقسمتی کی حد ہے کہ جنوبی نائیجیریا میں رہنے والے مسلمان بھی کُھلم کُھلا شراب کے عادی ہیں بلکہ شمالی نائیجیریا جو والیوں اور KATHIS کا علاقہ ہے یہاں کے مسلمان بھی اِس گندی دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے ہمارے اپنے ہی معاشرتی اور رُوحانی فوائد کے لئے اِس سے واضح طور پر منع فرمایا ہے۔ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

"وہ تجھ سے شراب اور جُوئے کے متعلق پوچھتے ہیں تُو کہہ دے کہ ان کاموں میں بڑا گناہ اور نقصان ہے　لوگوں کے لئے ان میں کئی ایک منفعتیں بھی ہیں لیکن ان کا گناہ اور نقصان ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔" (سُورۃ البقرہ آیت ۲۲۰)

مزید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"اے ایمان دارو! شراب اور جُوا اور بُت اور قرعہ اندازی کے تیر محض ناپاک اور شیطانی کام ہیں اِس لئے تم ان میں سے ہر اِک سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔"

(سُورۃ المائدہ آیت ۹۱)

یہاں اِس بات کا ذکر کرنا بہت اہم ہے کہ مذاہبِ عالم میں سے صرف اِسلام ہی ہے جس نے حتمی طور پر نشہ آور اشیاء سے منع فرمایا ہے۔

مزید برآں اِسلام نے ہمیں ایک ضروری اصول عطا فرما دیا ہے کہ کسی چیز کے اختیار کرنے میں صرف

جلد ۲۵ ماھنامہ انصار اللہ ربوہ شمارہ ۸

قیام پاکستان اور ہمارا فرض

راقم الحروف بھی اُن میں سے ہے جو آبائی گھر لٹوا کر پاکستان پہنچے۔ باپ، بہن بھائیوں نے اُدھر بھی اور اِدھر بھی کیمپوں کی صعوبت اُٹھائی۔ ممانی نے کلانور سے ڈیرہ بابانانک کا پُل عبور کیا۔ اثنائے راہ ایک سکھ کی برچھی کا شکار ہوئیں۔ تایازاد بہن پاکستان پہنچ کر ہیضہ کا شکار ہوئیں اور خالقِ حقیقی سے جا ملیں۔

ہزاروں نہیں لاکھوں عورتوں کے سُہاگ اُجڑ گئے۔ عورتوں کی بے حُرمتی کی گئی۔ بچّوں کو برچھیوں پر اُچھال کر آگ کے الاؤ میں پھینکا گیا۔ جب آگ کی گرمی سے اُن کے پیٹ پھٹتے تو دشمن خوش ہوتے اور کہتے یہ پاکستان کی آتشبازی چھوٹ رہی ہے۔ گھروں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ مساجد مسمار کی گئیں۔ قبرستانوں پر ہَل چلائے گئے۔ قافلوں پر حملے کئے گئے۔ بچا کُھچا سامان بھی لُوٹ لیا گیا۔ الغرض یہ وطن عظیم قربانیوں کے نتیجہ میں حاصل ہُوا۔

یہ سزا تھی پاکستان کے مطالبہ کی۔ لیکن ایک مردِ حُرّی کی قیادت میں قوم کو پاکستان مِل گیا۔ ہندو اور انگریز کی غلامی سے نجات مِل گئی۔ ایک خطّۂ زمین مل گیا جہاں وہ آزادی کا سانس لے سکتے تھے۔ قائدِ اعظم کے ہاتھ پر ہر کلمہ گو یک جان ہوگیا۔ دشمن نے بھی ہر کلمہ گو کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا اُس نے کسی کو بھی معاف نہ کیا۔

جب قائدِ اعظم مسلمانوں کی بقاء کی جنگ یعنی مطالبۂ پاکستان کے لئے لڑ رہے تھے تو کانگریس کے کچھ ہمنوا مسلمان مطالبۂ پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اور برملا کہتے تھے کہ ماں نے کوئی بیٹا نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔ پاکستان کی جدّوجہد کی تاریخ لکھنے والوں نے انہیں محفوظ کیا ہے۔

جماعتِ احمدیہ کا اُس وقت کیا رول تھا اُس کا ذکر جنابِ رئیس احمد جعفری نے جن کی کتاب کی مدیر صدقِ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے بھی تعریف کی بلکہ اس کا دیباچہ بھی لکھا، وہ 'اصحابِ قادیان اور پاکستان' کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں جماعتِ احمدیہ کے امام نے اکیس ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اپنی جماعت کو ہدایت دی:۔

چند فوائد کو بنیاد نہ بنایا جائے اور نہ ہی کسی چیز کو کُلّی طور پر رَدّ کر دیا جائے محض اِس لئے کہ اس میں چند نقصانات مضمر ہیں بلکہ ایک چیز کو صرف اُس وقت ترک کیا جائے جب اس کے نقصانات کا پلڑا فوائد سے وزنی اور بھاری ہو۔

یہ سوچ قطعی غلط ہے کہ شراب تھوڑی مقدار میں جس سے نشہ نہ ہو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مَا اَسْکَرَ کَثِیْرُہٗ فَقَلِیْلُہٗ حَرَامٌ کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرتی ہے اس کی تھوڑی سی مقدار بھی حرام اور منع ہے۔ اِس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدی کو جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے کیونکہ فی الحقیقت جب کوئی فرد شراب پینی شروع کر دیتا ہے تو اس کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے کہ وہ اسے کسی خاص سٹیج پر بند کر دے لہٰذا اس سے کُلّی اجتناب کی پُر زور سفارش کی جاتی ہے۔

یہ خوش کُن امر ہے کہ دُنیا بھر میں زندگی کے ہر پہلو سے تعلق رکھنے والے خواہ وہ مذہب سے وابستہ ہیں یا دہریّت کے پیروکار ہیں سب کے سب نے اِس اسلامی حکم کی حکمت کو محسوس کرنا شروع کر دیا ہے اور مذکورہ مساعی سے لوگوں کو نشہ آور چیزوں کی بُرائی سے آگاہ کرنے اور اس کے استعمال کے لازمی نقصانات کے یقین دلانے کا آغاز ہو چکا ہے۔

دی نائیجیرین آبزرور کی اشاعت مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۷۲ء میں شائع شدہ آرٹیکل زیرِ عنوان "اِمتناعِ شراب کا منصوبہ عالمی تائید حاصل کر چکا ہے" اِن خیالات کا اظہار کرتا ہے:-

"متعدد ممالک جو انتہائی شراب نوشی کے نتیجہ میں گہرے معاشرتی مسائل سے دوچار ہیں نے اِس رائے کا اظہار کیا ہے کہ وہ حال ہی میں اعلان کئے گئے منصوبہ میں گہری دلچسپی لینے کا ارادہ کر رہے ہیں جس میں رُوس کی شراب نوشی اور بدمست ہونے کو کم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔"

رُوس کی اِشتراکی پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے اِمتناعِ شراب کے پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے مندرجہ ذیل بیان جاری کیا ہے:-

شراب نوشی نے صحت اور بچّوں کی پرورش بلکہ تمام رُوسی سوسائٹی کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ جاری کردہ بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ رُوس کی قانون ساز جمہوریہ اور اشتراکی پارٹی کی مجالس کی یہ ذمّہ داری ہے کہ وہ شراب نوشی کے خلاف فیصلہ کُن مستقل تگ و دَو شروع کریں۔

یہ صرف اکیلے رُوسی ہی نہیں جو شراب نوشی کے خلاف ہیں۔ لائیڈ جارج جو ایک وقت برطانیہ کے

وزیر اعظم بھی رہ چکے ہیں، نے اِس کے متعلق یوں فرمایا ہے :-

"ہم جرمنی اور آسٹریا کے ساتھ شراب نوشی سے بھی نبرد آزما ہیں اور میری رائے میں ان مُہلک دشمنوں میں سے سب سے زیادہ مُہلک شراب نوشی ہے۔ شراب نوشی سے ہمیں اس سے زیادہ نقصان ہوں گے جتنا کہ جرمنی کی تمام آبدوز کشتیوں سے جنگ میں ہوا ہے۔"

اخبار سنڈے ابزرور کی ۲۵۔ اپریل ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں وزارتِ اطلاعات بینن سٹی کے مسٹر اِگبوایڈوڈہ نے زیرِ عنوان "کیا نائیجیرین شرابی ہو رہے ہیں" اِن خیالات کا اظہار کیا ہے :-

"اہلِ نائیجیریا کی انتہا شراب کے لئے اِنتہائی مقام تک پہنچی ہوئی ہے اور اس طریق سے ہم سینکڑوں ایسے شرابی پیدا کر رہے ہیں جو قومی صحت کے لئے ایک عظیم خطرہ کا باعث ہوں گے۔ معاشرتی مجالس میں شراب کے پیش کرنے کی وجہ سے نیز مذہبی رسموں میں اس کے استعمال کی وجہ سے یہ اہلِ نائیجیریا کا مقبول طریقِ زندگی ہو چکا ہے خواہ ہم ان مسائل سے جو شرابیوں نے ہماری سوسائٹی میں پیدا کر دیئے ہیں آنکھ بند کرنے کی کتنی بھی کوشش کریں۔ اگرچہ ہمارے پاس تا حال ایسا کوئی جائزہ نہیں جس سے نائیجیریا میں پی جانے والی شراب کی کوئی حد دکھائی جا سکے تاہم اہلِ نائیجیریا میں سے متعدد ہر عمر کے مرد و زن نے اپنے آپ کو خون کے لیول سے بھی زیادہ شراب میں رنگین کر لیا ہے۔

کئی ایک وجوہات کو بطور ثبوت پیش کیا جاتا ہے کہ اہلِ نائیجیریا کی ایک کثیر تعداد بھاری شراب نوشی سے سکون حاصل کرتی ہے۔

اِنسانی گوشت کو استعمال کرنے والوں کی طرح اس نظریہ کا حامی گروہ حقیقت الامر سے بچاؤ کے لئے بھاری شراب نوشی کو اختیار کرتے ہیں اس زعم میں کہ شراب ان کی پریشانیوں، ناکامیوں اور ہموم وغموم کو دُور کرتی ہے اور ان کو حوصلہ دلاتی ہے یا ان کی ذاتی ذمّہ داریوں سے کنارہ کشی میں ان کی مدد کرتی۔

FACTS ABOUT DRUGS PREPARED BY THE ADDICATION RESEARCH FOUNDATION OF ONTARIO.

مصنف مزید کہتا ہے :-

"کیا وجہ ہے کہ عوام کو ان لوگوں کا فکر دامنگیر ہے جنہوں نے شراب کو اپنا آقا بنا لیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] FACTS ABOUT DRUGS [illegible]

[illegible]

بچوں کا صفحہ

حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب

پیارے بچو! بزرگوں کے واقعات کو سن کر اگر آپ ان سے سبق حاصل کریں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں تو آپ اپنی زندگیوں میں ایک نیک تغیّر پیدا کر سکتے ہیں، آپ کی زندگی کامیاب زندگی بن سکتی ہے اسی لئے ہم آپ کو ایک عرصہ سے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ساتھیوں کے حالات سُنا رہے ہیں۔

حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحب ضلع سیالکوٹ کے ایک معزز زمیندار گھرانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ایک اچھے زمیندار ہونے کے ساتھ دیانت دار، فرض شناس وکیل بھی تھے۔ اور سب سے بڑھ کر آپ کا وصف "دینداری" تھا۔ خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت رکھنے کے ساتھ آپ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے۔ سیالکوٹ کے مولوی عبدالکریم صاحب جو ہماری جماعت کے بہت خوش الحان عالم تھے، جنہوں نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا مشہور لیکچر "اسلامی اصول کی فلاسفی" لاہور میں پڑھا تھا اُن کی وساطت سے آپ نے احمدیت کو قبول کیا۔

محترم چوہدری صاحب کے متعلق اُن کے فرزند ارجمند حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بیان کرتے ہیں۔ آپ نماز کی بہت پابندی کرتے۔ سنوار کر نماز پڑھتے۔ تہجّد کا التزام کرتے عشاء کے بعد سوتے وقت تک قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے۔ اُن کے عشقِ قرآن کا یہ حال تھا کہ آپ نے بڑھاپے کی عمر میں قرآنِ مجید حفظ کیا اور دلیل یہ دی کہ قانون کی اتنی بڑی بڑی کتابیں حفظ کیں۔ مقدمات کی مثلیں یاد ہیں خدا تعالیٰ کی کتاب کو حفظ نہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ ان کی وکالت پورے زوروں پر تھی جب آپ نے اپنی زندگی وقف کرنے کی خواہش کا بانیٔ سلسلہ کی خدمت میں اظہار کیا جس پر حضور نے فرمایا اپنے پیشہ میں دیانت کی مثال قائم کرنا یہ بھی دین کی خدمت ہے۔ آپ پوری دیانت اور احتیاط سے کام کرتے رہیں۔ استغفار بہت کیا کریں اور اپنی آمد میں سے صدقہ و خیرات اور خدمتِ دین کے لئے صرف کرتے رہیں۔ حضور کے وصال کے بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب آپ کے جانشین مقرر ہوئے تو انہوں نے پھر اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت مولوی صاحب

نے فرمایا جس بات کی اجازت حضرت صاحب نے نہیں دی نورالدین کیسے اجازت دے سکتا ہے۔

آخر ان کی خواہش رنگ لائی اور حضرت فضلِ عمر کے زمانہ میں آپ خدمتِ دین کے لئے قادیان آ گئے۔ آپ ناظرِ اعلیٰ مقرر ہوئے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فرماتے ہیں محترم چوہدری صاحب عین وقت پر دفتر پہنچتے۔ جیب میں حمائل شریف رکھتے جب خالی وقت میسّر ہوتا تلاوتِ قرآن میں مصروف ہو جاتے۔ آپ کے عشقِ قرآن کا یہ حال تھا کہ آپ فرماتے تھے "مجھے اگر کوئی قرآن پڑھا دے تو مَیں اُس کے پاس رہ پڑنے کو تیار ہوں گھر پر نہ جاؤں گا۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے جب میٹرک کا امتحان دینا تھا ابھی امتحان میں چھ ماہ باقی تھے کہ ایک روز پوچھا قرآن مجید کا ترجمہ ختم کر لیا ہے؟ میرے عرض کرنے پر کہ ساڑھے سات سپارے مولوی فیض الدین صاحب سے پڑھے ہیں۔ فرمایا تمہارا امتحان قریب آ رہا ہے۔ جب تم کالج چلے جاؤ گے تو ان امور کی طرف توجہ کم ہو جائے گی مَیں چاہتا ہوں کہ امتحان سے پہلے قرآن کریم کا ترجمہ تم ختم کر لو اِسلئے بجائے مسجد میں جا کر پڑھنے کے گھر پر مجھ سے پڑھ لیا کرو چنانچہ آپ نے کالج میں داخل ہونے سے قبل مجھے قرآن کریم کا سادہ ترجمہ ختم کروا دیا۔

جب آپ سِلسلہ کی خدمت میں قادیان آ گئے تو کھانا لنگر خانہ سے قیمتاً لیتے تھے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی وساطت سے کہلوایا کہ چوہدری صاحب کھانا حضرت میاں صاحب کے گھر سے تناول فرما لیا کریں۔ لنگر خانہ میں تازہ روٹی ہر وقت کہاں میسّر ہوتی ہو گی۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے جب اِس کا ذکر اپنے والدِ محترم سے کیا تو آپ نے فرمایا

"مَیں لنگر خانہ کی خشک روٹیوں کو پسند کرتا ہوں جو الہاماً "تیرے لئے اور تیرے درویشوں کیلئے مقرر ہو چکی ہیں"

ایسا ہی جواب حضرت اماں جان کو منشی اروڑے خاں صاحب نے دیا تھا جب آپ نے انہیں "الدار" سے کھانا کھانے کے لئے فرمایا تھا۔

حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب کے بچّوں میں سے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب، چوہدری عبداللہ خاں صاحب، چوہدری اسد اللہ خاں صاحب، چوہدری شکر اللہ خاں صاحب بھی سِلسلہ سے بہت فدائیت رکھنے والے بزرگ ہیں، چاروں بیٹے سلسلہ کے جاں نثار خادم ہیں اور تھے۔ چوہدری عبداللہ خاں صاحب کراچی کے امیر رہے اب ان کے بیٹے چوہدری حمید نصر اللہ خاں صاحب لاہور کے امیر جماعت ہیں۔ چوہدری شکر اللہ خاں صاحب ڈسکہ کے امیر رہے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب اور چوہدری اسد اللہ خاں صاحب لاہور کے امیر جماعت رہے۔ آجکل دونوں بزرگ صاحبِ فراش ہیں۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے اللہ کے فضل سے تاریخ میں اَنمٹ نقوش قائم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت عطا فرمائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

"آئندہ انتخابات میں ہر احمدی کو مسلم لیگ کی پالیسی کی تائید کرنی چاہیئے تاکہ انتخابات کے بعد مسلم لیگ بلا خوف تردید کانگریس کو یہ کہہ سکے کہ وہ مسلمانوں کی نمائندہ ہے۔ اگر ہم اور دوسری جماعتیں ایسا نہ کریں گی تو مسلمانوں کی سیاسی حیثیت کمزور ہو جائے گی..... پس مَیں اِس اعلان کے ذریعہ تمام صوبہ جات کے احمدیوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ پر پورے زور اور قوت کے ساتھ آئندہ انتخابات میں مسلم لیگ کی مدد کریں۔"

رئیس احمد صاحب جعفری حضور کا طویل اقتباس درج کر کے تبصرہ کرتے ہیں :-

"مسلم قوم کی مرکزیت، پاکستان یعنی ایک آزاد اسلامی حکومت کے قیام کی تائید مسلمانوں کے یاس انگیز مستقبل پر تشویش، عامۃ المسلمین کی صلاح وفلاح نجاح ومرام کی کامیابی، تفریق بین المسلمین کے خلاف برہمی اور غصّہ کا اظہار کون کر رہا ہے؟ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، اور جماعت حزب اللہ کا داعی اور امام الہند؟ نہیں۔ پھر کیا جانشین شیخ الہند اور دیوبند کا شیخ الحدیث۔ وہ بھی نہیں؟ پھر کون؟ وہ لوگ جن کے خلاف کفر کے فتووں کا پشتارہ موجود ہے۔ جن کی نامسلمانی کا چرچا گھر گھر ہے جن کا ایمان، جن کا عقیدہ مشکوک، مشتبہ اور محلِ نظر ہے۔ کیا خوب کہا ہے ایک شاعر نے

کام اِس فرقہ زہاد سے اُٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے تو یہی رندانِ قدح خوار ہوئے"

(حیاتِ محمد علی از رئیس جعفری صفحہ ۴۸۱ تا صفحہ ۴۸۲)

لیکن اَب تاریخ مسخ کی جا رہی ہے۔

بہر حال پاکستان کا قیام خدا کی تقدیر تھی یہ پوری ہو کر رہی۔ اور اِس تحریک کے قائد نے قیامِ پاکستان کے بعد قوم کو گائیڈ لائن دی۔ آپ نے ۱۹ اگست ۱۹۴۷ء کو دستور ساز اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا :-

"حکومت کا پہلا فرض امن و نظم قائم رکھنا ہے تاکہ ہر قیمت پر لوگوں کے جان و مال اور مذہبی عقائد کا تحفّظ ہو سکے۔"

اقلیتوں کو مخاطب ہو کر کہا :-

"حکومتِ پاکستان میں آپ کو اپنے مندروں اور پرستش گاہوں میں جانے کی آزادی ہے آپ کسی بھی مذہب کے مقلّد ہوں یا آپ کی ذات اور عقیدہ کچھ بھی ہو اِس سے پاکستان کی حکومت کو کوئی تعلق نہیں ہے ..... ہم ایک ریاست کے باشندے اور مساوی باشندے ہیں

(پُرجوش تالیاں) ہم کو اِس اصول کو اپنا مطمحِ نظر بنا لینا چاہیئے اور پھر کچھ عرصہ بعد آپ دیکھیں گے کہ ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ان کے مذہب مٹ جائیں گے کیونکہ مذہب کا ماننا ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے۔ میرا مطلب سیاسی تمیز سے ہے وہ سب ایک قوم کے افراد ہو جائیں گے۔"

(قائدِ اعظم اور ان کا عہد ص ۸۳۰، ۸۳۱)

قیامِ پاکستان کے بعد ہمارے یہ عظیم قائد خدا کو جلد پیارے ہو گئے لیکن ان کے اقوال اور ہدایات ہمیشہ اہلِ پاکستان کے لئے چراغِ راہ کا کام دیں گی۔ آپ نے ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو بری اور فضائی افواج کے افسران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

"خدا نے ہمیں یہ سنہری موقع عطا کیا ہے کہ ہم یہ ثابت کر دکھائیں کہ ہم واقعی ایک نئی مملکت کے معمار ہونے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ خدا را کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ ہم بار اُٹھانے کے اہل ہی نہ تھے۔ دشمنوں کی خواہش اور اُس کے ہتھکنڈوں کا بہترین جواب یہ ہے کہ ہم پاکستان کی تعمیر و ترقی کا عزمِ صمیم کریں۔ ایک ایسی اچھی اور عظیم مملکت جو ہماری آنے والی نسلوں کے رہنے کے قابل ہو۔ اِس شاندار نصب العین کا تقاضا ہے کام۔ کام اور صرف کام۔"

(تعلیماتِ قائدِ اعظم از حکیم نشتر ص ۱۰۵)

۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے نشری پیغام میں انہوں نے فرمایا:-

"اپنا یہ نعرہ کبھی نہ بھولئے　اِتحاد، ایمان اور تنظیم"

آج کے شذرہ میں مَیں اپنے قارئین کو ایک اَور تاریخی واقعہ کی طرف بھی توجّہ دلانا چاہتا ہوں۔ قیامِ پاکستان سے قبل حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے "خالصہ ہوشیار باش" کے عنوان سے ایک مبسوط مضمون لکھا جس میں آپ نے سکّھوں کو توجّہ دلائی کہ وہ بغیر سوچے سمجھے ہندوؤں کا ساتھ نہ دیں۔ آپ نے فرمایا:

"کیا وہ ہندو قوم کے عارضی سمجھوتہ کی وجہ سے جس کا حشر خدا کو معلوم ہے اپنے ان وسیع مفاد کو چھوڑ کر مشرقی پنجاب میں سمٹ جائیں گے۔

خالصہ ہوشیار باش۔ خالصہ ہوشیار باش"

(الفضل ۹ مئی ۱۹۴۷ء)

لیکن اُس وقت سکّھوں نے بحیثیّت مجموعی اِس نصیحت پر کان نہ دھرا بلکہ اُلٹا جماعتِ احمدیہ کو طعنے دئے۔ چنانچہ رسالہ ریاست نے جس کے ایڈیٹر دیوان سنگھ مفتون تھے جماعتِ احمدیہ کو ہوشیار کیا۔ اِس کا جو جواب ہمارے امام حضرت

مرزا بشیرالدین محمود احمد نور اللہ مرقدہٗ نے دیا وہ یہ تھا:-

"آج مجھے ایک عزیز نے بتایا کہ دِلّی کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ احمدی اِس وقت تو پاکستان کی حمایت کرتے ہیں مگر اُن کو وہ وقت بھول گیا جبکہ اُن کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے بُرے سلوک کئے تھے۔ جب پاکستان بن جائے گا تو اُن کے ساتھ مسلمان پھر وہی سلوک کریں گے....."

ریاست کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

اِس وقت پہلا سوال یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑے میں حق پر کون ہے ...... آپ نے فرمایا تم ہندوؤں نے ہم سے کیا سلوک کیا اِس ضمن میں آپ نے گڑھ مکتیسر کے علاقہ میں احمدی ڈاکٹر اور اُس کی بیوی سے جو دردناک سلوک کیا اُس کا ذکر فرمایا۔ آخر میں آپ نے فرمایا:-

"بے شک مسلمانوں کی طرف سے بھی بعض اَوقات تکالیف پہنچ جاتی ہیں اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شاید وہ ہمیں پھانسی پر چڑھا دیں گے لیکن مَیں ہندوؤں سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں نے ہمیں کب سُکھ دیا تھا، تم لوگوں نے ہمیں کب آرام پہنچایا تھا۔ پھر تیسرا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ ہم ان تمام حالات کی موجودگی میں جو اُوپر ذکر ہو چکے ہیں اِنصاف کی طرف داری کریں گے تو کیا خدا تعالیٰ ہمارے اِس فعل کو نہ جانتا ہوگا کہ ہم نے اِنصاف سے کام لیا۔ جب وہ جانتا ہوگا تو وہ خود اِنصاف پر قائم ہونے والوں کی پُشت پناہ ہوگا۔ انہوں نے مسلمانوں کی ہر ترقّی کی راہ میں روکاوٹیں ڈالیں اور انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ہر ممکن سازشیں کیں اِس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مظلوم قوم کی مدد کریں چاہے وہ ہمیں ماریں یا دُکھ پہنچائیں۔ ہمیں تو ہر قوم نے ستایا اور دُکھ دیا ہے لیکن ہم نے اِنصاف نہیں چھوڑا...... اور جب انصاف پر قائم ہونے کے باوجود ہم پر ظلم ہوگا تو خدا کہے گا انہوں نے دشمن کے ساتھ اِنصاف کیا تھا مَیں ان کا دوست ہو کر ان سے اِنصاف نہ کروں گا؟ اور اس کی غیرت ہمارے حق میں بھڑکے گی جو ہمیشہ ہمارے کام آئے گی۔"

(الفضل ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء)

پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے جس طرح اِس کے قیام کے لئے ہم نے کوشش کی انشاء اللہ اِسے مضبوط بنانے کے لئے بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کریں گے۔ اِس کی بقاء کے لئے کِسی سے پیچھے نہ رہیں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ ۔ اور انشاء اللہ جب بھی وطن ہمیں پکارے گا ہم سیف کا یہ شعر گنگناتے آگے بڑھیں گے ؎

اے وطن تُو نے پکارا تو لہو کھول اُٹھا　＊　تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

کچھ لوگوں سے اگر تکلیف پہنچی ہے تو راحت پہنچانے والوں کو ہم کس طرح بھول سکتے ہیں۔ وہ بھی انہیں میں سے ہیں۔ بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ شعر ہمیشہ سامنے رہے ؎

اے دِل تُو نیز خاطرِ اِیناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئ حُبِّ پیمبرم

اے دِل تُو بھی ان کی بہتری کا خیال رکھ کہ آخر یہ بھی میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدار ہیں۔

دُکھ پہنچانے والوں کے لئے بھی دُعا کیجئے اور نیکی کرنے والوں کا شُکریہ ادا کیجئے۔ اپنے امام کے ارشاد کو سامنے رکھئے۔ قائدِ اعظم کی ہدایات کو سامنے رکھیں

کام۔ کام اور صرف کام۔ اِتحاد۔ ایمان۔ تنظیم

اے خدا پاکستان کی خود حفاظت فرما۔ اِس کے رہنے والوں کی راہنمائی فرما۔

تَقَبَّلَ اللہُ

کِسی عرب کے سامنے کوئی نماز سے فارغ ہو تو وہ اُسے دعا دیتے ہیں تَقَبَّلَ اللہ "اللہ قبول فرمائے"۔

ایک کلرک جس کی تنخواہ سات سَو پچاسی روپے ہے وہ موصی ہے سِلسلہ کی سب تحریکوں میں حصّہ لیا ہے۔ سر چھپانے کو مکان بھی قرض لیکر تعمیر کیا اُس کی قسط بھی کٹتی ہے۔ ایک بچّی نے اِمسال میٹرک میں چھ صد سے اُوپر نمبر لئے تو بچّی نے شُکر کے طور پر اپنے انعامات جو نقدی کی صورت میں تھے جمع کئے قریباً سَو روپیہ کی یہ رقم تھی تحریک جدید کے دفترِ سوم میں حصّہ لینے کے لئے اسے ۲۸۵ روپے ۵۰ پیسے ادا کرنے کی ضرورت تھی اُس نے باپ سے اِس خواہش کا اظہار کیا تو باپ نے نہ جانے کِس گوشہ سے ۱۸۵ روپے ۵۰ پیسے کی رقم ادا کر کے بچّی کو اُنیس سال کا سرٹیفکیٹ لے دیا۔ بچّی کی عمر پندرہ سال ہے لیکن انیس سالہ دفترِ سوم کی بچّی مجاہدہ بن گئی ___ اِس بچّی نے یہ سعادت حاصل کی تو اب دوسری بچّی جو اس سے بڑی ہے اور بی۔ اے میں ہے اُس نے کہا ابّا کیا مَیں اِس سعادت سے محروم رہ جاؤں گی۔ باپ نے اسے بھی اِس سعادت سے بہرہ ور کرنے کی یقین دہانی کرائی ___ سات صد کے قریب تنخواہ پانے والے اِس مخلص کے سات بچّے ہیں والدین کی طرف سے بھی یہ تحریکِ جدید کا چندہ ادا کر رہے ہیں۔

اللہ اِس قربانی کو قبول فرمائے۔ اِس کے نیک نتائج پیدا کرے۔ یہ نیک و پاک تبدیلی اُس دَور میں جب دُنیا اپنے پورے زخرفات سے ظاہر ہو چکی ہے معاشی ضروریات بڑھ چکی ہیں کیسے اور کیوں ہوئی۔ دُنیا کی محبت کیونکر سرد ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہے آخرت پر ایمان اور رفاقتِ صالحین کا۔ دُنیا کی محبت اِس کے بغیر سرد نہیں ہو سکتی ___ خدا اِس غریب جماعت کی قربانیوں کو بپایۂ قبولیت جگہ دے وما ذالک علی اللہ بعزیز ؎

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شغفِ عبادت

مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم. اے نے یہ مقالہ سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۱۹۸۳ء کے موقع پر پیش کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ

کہ مَیں نے تمام انسانوں کو خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، بادشاہ ہوں یا رعایا، صرف اِس غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میرے عبد بن جائیں یعنی کمال اطاعت و تذلّل کے ذریعہ پُورے طور پر میرے رنگ سے رنگین اور میرے اخلاق سے متصف ہوجائیں۔ اِس طرح ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اس کی رضاء کے حصول کی خاطر کیا جاتا ہے وہ لفظ عبادت کے اندر آجاتا ہے مگر میری اِس تقریر کے عنوان "شغفِ عبادت" میں عبادت سے مراد مخصوص طور پر وہ عبادات ہیں جن کا شمار اسلام کے پانچ ارکان میں ہوتا ہے یعنی ایک مومن کا صوم و صلوٰۃ جیسی عبادات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی عبودیّت کا اظہار۔ اِن عبادات کا خلاصہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دُعا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو پکارنا اور اس کی مدد و نصرت طلب کرتے ہوئے اس کے قُرب میں ترقّی کرنا۔ چنانچہ ایک حدیثِ نبویؐ میں ہے :۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ

یعنی عبادت کا مغز اور خلاصہ دعا ہے

یہ عبادت یعنی دُعا درحقیقت اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان تعلق کا نام ہے۔ دُعا کا ہی دوسرا نام ذکر ہے اور یہی وہ تعلق ہے جس کو قائم کرنے اور ترقّی دینے کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا ہے یہ تعلق اس کی فطرت کے خمیر میں ودیعت کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

یعنی خدا تعالیٰ نے کسی بالا ہستی سے تعلق پیدا کرنے کی تڑپ اِنسان کی فطرت میں رکھی ہوئی ہے